دار الافتاء

محترم مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ جناب والا بفضل ربی بخیر ہونگے اور شب و روز دین متین کی عالی محنت میں کوشاں ہونگے اللہ رب العزت آپ حضرات کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر باقی رکھے اور ہم ضعفاء کو بھی استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عرض یہ ہے کہ بندہ کچھ مسائل کے حل کیلئے آنجناب سے رابطے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں امید ہے کہ جلد از جلد تسلی بخش حل فرما کر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ مسائل درج ذیل ہیں

① بندہ نے کچھ عرصہ قبل "سر کے مسح کی ہیئت مسنونہ" کے بارے میں استفتاء بھیجا تھا جسمیں مزید دریافت طلب امور ہیں۔ اس استفتاء کا جواب جناب مولانا عصمت اللہ صاحب نے لکھا تھا اور اس فتوی میں آنجناب کے دستخط بھی ہیں: فتوی نمبر ۹۶۰/۵۲ اور ۱۹/۷/۲۸ھ کو روانہ کیا گیا ہے۔

(الف) ایک طرف طریقہ نمبر۲ (۳ انگلیاں رکھ کر پیچھے لے جانا پھر جانبین پر ہتھیلیاں رکھ کر آگے لانا) کو شامی میں "فلا اصل لہ" کہا اور دوسری طرف اس طریقے کو ایک علماء کی جماعت نے اختیار کیا ہے تو فلا اصل لہ کا کیا مطلب ہوگا۔

(ب) طریقہ نمبر۱ جسکو "فتح القدیر" کے حوالے سے مسنون بتلایا گیا ہے اسمیں صرف ادبار کا ذکر ہے "اقبال" کا نہیں حالانکہ احادیث میں دونوں کا تذکرہ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

② قرآن پاک میں لفظ "قتال" (جوکہ مستقل اپنے معنی رکھتا ہے) استعمال ہوا تو جب یہ لفظ اپنے معنی کے اعتبار سے مستقل ہے تو کیا حکمت ہے کہ لفظ "جہاد" کو قتال کیلئے استعمال کیا گیا ہے؟

③ گھروں میں کپڑے مشین میں دھوئے جاتے ہیں پہلے ناپاک کپڑے صابن والے پانی میں پھر صاف پانی میں ڈال دیتے ہیں جب صابن نکل جاتا ہے تو بعض گھروں میں یہ کپڑے ڈرائیر مشین میں ڈال کر خشک کر لیے جاتے ہیں اور بعض گھروں میں جہاں ڈرائیر کی سہولت نہیں ہوتی بقدرِ ممکن نچوڑ کر دھوپ میں سکھانے کیلئے ڈال دیئے جاتے ہیں کیا مذکورہ طریقوں سے کپڑے پاک ہو جاتے ہیں؟

علاوہ ازیں!

تقریباً ۵۔۶ ماہ قبل بندہ نے اتصال صفوف کے متعلق ایک استفتاء دارالعلوم بھیجا تھا اس کے بارے میں سنا تھا کہ اس کی کسی جزئی میں آنجناب اور حضرت مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہ کا اختلاف ہے چونکہ کافی عرصہ بیت چکا ہے اس لیے گذارش ہے کہ جلد از جلد

Scanned by CamScanner

Date:

کوئی فیصلہ کرکے جواب ارسال فرما دیا جائے اس لیے کہ اب تو ہماری
مسجد کی توسیع و تعمیر از سر نو ہونے والی ہے۔

مزید آپ سے گزارش ہے کہ اپنی سحرگاہی کی مناجات میں بندہ
کیلئے بھی دعا کریں کہ "اللہ تعالیٰ عافیت و استقامت سے دین کا کام لیتا رہے"۔

فقط والسلام

متعلم محمد راشد ڈسکوی

مدرسہ عربیہ رائے ونڈ

الجواب حامداً ومصلیاً

① ـــــ (الف) سوال میں مسحِ سر کے طریقہ نمبر ۲ کے متعلق شامی، فتح القدیر وغیرہ کتب کا "فلا اصل له فی السنة" کہنے کا یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ یہ طریقہ مذکورہ تفصیل کے ساتھ بعینہٖ کسی روایتِ حدیث سے ثابت نہیں بلکہ فقہاء کے کلام سے ثابت ہے جیسا کہ "بنایہ" (اور فتح القدیر) کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے، اور حضراتِ فقہائے عظام نے روایاتِ حدیث کو پیشِ نظر رکھکر مسحِ سر کے متعلق مختلف کیفیات بیان فرمائی ہیں جنمیں سے صاحبِ فتح القدیر، شامی نے طریقہ نمبر ۱ کو ترجیح دی ہے اور طریقہ نمبر ۲ کو صاحبِ محیط، تاتارخانیہ وغیرہ کتبِ فقہ میں ترجیح دی گئی ہے اسلئے جواز کے اعتبار سے دونوں درست ہیں۔

فی البنایة: (۱/۱۷۶)

وفی الدراية وكيفية الاستيعاب أن يبل كفه وأصابع يديه ويضع ثلاثا من كل كف على مقدم الرأس ويعزل السبابتين والابهامين ويجافي الكفين ويمرهما إلى مؤخر الرأس ثم يمسح الفودين بالكفين ويمدها إلى مقدم الرأس ويمسح ظاهر الاذنين بباطن الابهامين وباطن الاذنين بباطن السبابتين ويمسح رقبته بظاهر اليدين حتى يصير ماسحا ببلل لم يصر مستعملا هكذا روت عائشة رضی اللہ عنها مسح رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وهكذا المنقول عن السلف ۔۔۔۔ قلت حديث عائشة رضی اللہ عنها اخرجه النسائی انها وصفت وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ووضعت يدها فی مقدم رأسها ومسحت إلى مؤخره ثم مدت يديها باذنيها ثم مدت على الخدين قالوا الذی

(جاری ہے ۔۔۔)

ذکره صاحب الدرایة ونسبه إلی عائشة لم یذکره أحد من أئمة الحدیث علی الوجه المذکور ولا غیر عائشة من الصحابة الذین وصفوا وضوء رسول الله صلی الله علیه وسلم".

وفی فتح القدیر: (١/ ١٧)

"ولأن أحداً ممن حکی وضوء رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یؤثر عنه ذلك فلوکان ذلك من الکیفیات المسنونة وهم شارعون فی حکایتها لئلا ترتکب وهی غیر متبادرة لنصوا علیها".

وفی البنایة: (١/ ١٧٧)

وأخرج أبو داؤد عن محمد بن حسین وقد ورد من حدیث طلحة بن مصرف وفیه رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح رأسه مرة واحدة حتی یبلغ القذال وهو أول القفا وقال مرة وقد مسح رأسه من مقدمه إلی مؤخره حتی یخرج یدیه من تحت اذنیه اخرجه الطحاوی ولفظه رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح مقدم رأسه حتی بلغ القذال من مقدم عنقه واخرجه النسائی حدیث عبد الله بن زید وفیه ثم مسح رأسه بیدیه فأقبل بهما وأدبرهما إلی مؤخر رأسه ثم جره إلی قفاه ثم جر إلی مؤخره وعند ابی داؤد وبدأ بالمؤخر ......

وفی لفظ مسح الرأس کله من قرن الشعر کل ناحیة لمنبت الشعر لا یحول الشعر عن هیئته ...... فهذا أوجه کثیرة یختار المتوضی ایها شاء واختار بعض اصحابنا روایة عبد الله بن زید رضی الله عنه وذکر السغناقی فی کیفیة المسح کلاما نقلناه عن الدرایة ثم قال کذا أعلمنا عین الاعیان الاستاذ المتقن مولانا فخر الدین المامیرغی رحمه الله إلا ان الروایة منصوصة فی المبسوط علی أن الماء لا یعطی

(بقیہ ملحقہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

له حکم الماء المستعمل حال الاستعمال۔

وفی البنایة: (۱/ ۱۷۶)

وفی المحیط ویستحب فیہ أن یضع من کل واحدة من یدیہ ثلاث اصابع
عن مقدم رأسہ سوی الابھام والسبابة ویجافی بین کفیہ ویمدھما الی
القفا ثم یضع کفیہ علی مؤخر رأسہ ویمدھما إلی مقدمہ ثم یمسح ظاھر
کل اذن بکل إبھام وباطنہ بمسبحة۔

(ب) اقبال و ادبار کا ذکر بعض روایات میں آیا ہے بعض میں نہیں صاحبِ فتح القدیر
ودیگر بعض فقہائے کرام نے بظاہر مجموعہ روایاتِ حدیث کو پیشِ نظر رکھکر اقبال وادبار والی
روایت کو استیعابِ رأس پر محمول کیا ہے اور استیعاب مراد لینے کی صورت میں اقبال وادبار
دونوں شامل ہوجاتے ہیں، لھٰذا فتح القدیر میں مذکورہ طریقہ سنت کے خلاف نہیں بلکہ
اسی کے مطابق ہے۔

فی البدائع: (۱/ ۱۱۷)

"ومنھا الاستیعاب فی مسح الرأس وھو أن یمسح کلہ لما روی عبد اللہ
بن زید أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح رأسہ بیدیہ کلتیھما أقبل
بھما وأدبر...."

(۲) ــــ قرآن و حدیث میں ایک معنی کیلئے کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں چنانچہ کفار کے ساتھ
قتال کیلئے بھی قرآن و حدیث میں لغوی معنی کی مناسبت سے ایک سے زائد الفاظ استعمال
ہوئے ہیں مثلاً جہاد، قتال، غزوہ وغیرہ کیونکہ لفظِ جہاد یا مجاہدہ کسی مقصد کی تحصیل
میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنے اور اسکے لئے مشقت برداشت کرنے کے معنی میں آتا

(بقیہ پشتِ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

ہے، کفار کے ساتھ قتال میں بھی مسلمان اپنے قول وفعل اور ہر طرح کی امکانی طاقت
خرچ کرتے ہیں اسلئے جہاد کو بھی (قتال) کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور یہی اسکا حقیقی مصداق
اور اصطلاحی معنی ہے چنانچہ مذاہبِ اربعہ کی کتب میں جہاد کے اصطلاحی معنی "قتال" ہی کے
لکھے ہیں۔ البتہ مجازاً دین کی خاطر کی جانے والی ہر محنت و مشقت اور جدوجہد کو جہاد کہہ دیا
جاتا ہے۔ معارف القرآن: (۶/ ۲۸۸) احسن الفتاوی: (۶/ ۲۸)

فی التفسیر المظھری: (۷/ ۲۳۳)

"(والذین جاھدوا الخ) الجھاد بذل الوسع والطاقۃ والمراد الذین
بذلوا وسعھم وطاقتھم فی محاربۃ الکفار ومخالفۃ النفس والھوی
(فینا) ای فی ابتغاء مرضاتنا ونصرۃ دیننا وامتثال أوامرنا والانتھاء
عن مناھینا"۔

وفی تفسیر الخازن: (۳/ ۳۸۵)

"(والذین جاھدوا فینا) معناہ: جاھدوا المشرکین لنصر دیننا (لنھدینھم
سبلنا) لنثبتنھم ما قاتلوا علیہ"...

وفی البدائع: (۷/ ۹۷)

"وفی عرف الشرع یستعمل فی بذل الوسع والطاقۃ بالقتال فی سبیل اللّٰہ
بالنفس والمال واللسان أو غیر ذلک او المبالغۃ فی ذلک"۔

(۳) صورتِ مسئولہ میں ناپاک کپڑے جو صابن والے پانی میں اور پھر صاف پانی میں ڈال
دیتے ہیں تو یہ کپڑے صرف صابن نکالنے سے پاک نہیں ہونگے جبتک کہ ان سے ناپاکی مکمل
طور پر زائل نہ کیا ہو اور غالب گمان اسکے پاکی کا نہ ہو اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ اسکو تین مرتبہ صاف

(جاری ہے۔۔۔)

پانی سے اچھی طرح دھویا جائے اور اسکے لئے اگر مشین میں تین مرتبہ صاف پانی ڈال کر نکالا جاتا ہو تو اس سے بھی کپڑے پاک ہو جائیں گے۔ تبویب: (۱۸۰/۷۱، ۱۸۰/۷۲)

فی الدر المختار: (۱/ ۳۳۱)

"ویطهر محل (غیرها) أی غیر مرئیة (بغلبة ظن غاسل)

وفی الشامی: فعلم بهذا أن المذهب اعتبار غلبة الظن وأنها مقدرة بالثلاث لحصولها به فی الغالب وقطعا للوسوسة وأنه من إقامة السبب الظاهر مقام المسبب الذی فی الاطلاع علی حقیقته عسر ... وهو مقتضی کلام الهدایة وغیرها واقتصر علیه فی الإمداد، وهو ظاهر المتون حیث صرحوا بالثلاث".

والله سبحانه أعلم

عبدالرحمن سواتی عفی عنه
دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
۴/ ۸/ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
احقر علی ربانی
۴ شعبان ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۴/۸/۱۴۲۸ھ

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۳۲/۹۸۶
تاریخ ۲۷/۵